سنِ تصنیف ۱۳۱۳ھ

خَیرُ الآمالِ فی حُکمِ الکسبِ والسؤالِ

کمانے اور سوال کرنے کے احکام

شیخ الاسلام والمسلمین اعلحضرت امام اہلسنت

از قلم

الحافظ القاری المفتی محمد احمد رضا خان صاحب

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باھتمام:

مولانا حافظ عبد الکریم قادری رضوی

ناشر

سبزواری پبلیشرز

جامع مسجد حیدری درگاہ سید محمد شاہ دولہا سبزواری کندی والا
بخاری علیہ الرحمۃ۔ کھارادار کراچی۔ فون : 200712

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام : کمانے اور سوال کرنے کے احکام

مصنف : امام اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن

حواشی و ترجمہ : مولانا محمد اسلم قادری و مولانا محمد وسیم قادری صاحب

باہتمام : مولانا حافظ عبدالکریم قادری رضوی صاحب

اشاعت اول : رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا

اشاعت دوم : سبزواری پبلشرز شوال المکرم ۱۴۱۹ھ / جنوری 1999ء

صفحات : ۳۲

قیمت : 15 روپے

ملنے کا پتہ

۱) مکتبہ المدینہ : شہید مسجد کھارادر کراچی۔ فون : 203311

۲) ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی۔ فون : 203918

۳) مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی۔ فون 2627897

۴) مکتبہ المدینہ اردو بازار کراچی۔

۵) مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی۔ فون : 4943368

۶) مکتبہ البصری چھوٹی گٹی حیدر آباد سندھ۔ فون : 641926

۷) مکتبہ ضیائیہ بوھڑ بازار راولپنڈی فون : 552781

۸) مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور فون : 7226193

marfat.com

نگاہ آفرین

حضور اکرم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو شخص لگاتار حلال کی روزی کماتا ہے اور حرام کے لقمہ کی ملاوٹ نہیں ہونے دیتا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنے نور سے روشن کردیتا ہے اور حکمت کے چشمے اُس کے دل سے جاری ہوجاتے ہیں۔

(کیمیائے سعادت امام للغزالی علیہ الرحمۃ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بھیک مانگنا یعنی سوال کرنا ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر اپنے منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو نمایاں کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ محفوظ رکھے۔ ہاں اگر آدمی صاحبِ سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال (سالِ تصنیف ۱۳۱۸ھ) مصنف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمٰن (التوفی ۱۳۴۰ھ) اس رسالہ مبارکہ کا عنوان نام سے ظاہر ہے گداگری ایسی آفت ہے جو قومی جسم میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے یہ نہ صرف ذہنی انحطاط کی انتہا ہے بلکہ پوری قوم کے لئے ایک عظیم المیہ ہے امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اس میں مانگنے کی بھرپور مذمت بیان فرماکر محنت مزدوری اور کسب معاش کے دیگر ذرائع کی اہمیت بیان فرمائی جس سے انفرادی اور اجتماعی معاشی خوش حالی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ملک العلماء علامہ مولانا ظفر الدین بہاری (التوفی ۱۳۸۲ء) خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اپنی مرتب کردہ فہرست المجمل المعدد تالیفات المجدد ص ۱۸ شمار نمبر ۱۷۴ میں اس رسالہ کا یہی نام نقل کیا ہے اور اس کا اُردو نام ”کمانے اور سوال کرنے کے احکام“ تحریر فرمایا ہے سب سے پہلے رضا اکیڈمی بمبئی بھارت سے مولانا الحاج سعید

marfat.com

نوری صاحب مدظلہ العالی کی نگرانی میں یہ رسالہ شائع ہوا اس کے بعد سبزواری پبلشرز نے پوری کوشش کی کہ اس میں تحریر تمام مشکل الفاظ کے معنی اور عربی عبارات کا ترجمہ آخر میں حواشی کے طور پر نمبروار شامل اشاعت کردیا جائے اس سارے کام کا سہرا فاضل نوجوان علامہ مولانا محمد اسلم قادری رضوی صاحب مدظلہ العالی کے سر ہے ان کی تحریک پر ہم اس کی اشاعت کررہے ہیں۔ مولانا خود بھی جوان ہیں اور ان کے حوصلے بھی جوان ان کی محبت اور لگن کو دیکھ کر زباں پر بے ساختہ یہ شعر جاری ہوجاتا ہے۔

ے احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
ے سب اُن سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

زیر نظر رسالہ "سبزواری پبلشرز" نے بڑی اعلیٰ طباعت کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے عوام و خواص سے درخواست ہے کہ اس کا اور ہماری دیگر مطبوعات کا ضرور مطالعہ فرمائیں بالخصوص کاروباری حضرات اس رسالہ سے ضرور استفادہ فرمائیں۔ کیونکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمادیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خرید و فروخت کریں جو دیں میں فقیہہ (عالم یا مفتی) ہوں۔
(ترمذی بحوالہ بہار شریعت حصہ دوم)

آخر میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی طباعت کے سلسلے میں ہمارے ہر معاون کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

عبدالکریم قادری رضوی

خطیب و امام جامع مسجد حیدری متصل

۳ شوال المکرّم بروز جمعرات ۱۴۱۹ھ — سید محمد شاہ دولہا سبزواری کندی والا

21-1-99 — بخاری علیہ الرحمۃ کھارادر کراچی

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مثلِ ہیرہ

از: ادیب اہلسنت فاضل نوجوان ڈاکٹر اقبال احمد اختر' قادری صاحب

علم و عرفان کے حسین و جمیل پیکر حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اور ان کے علمی کارنامے آج کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کے افکارِ علمی آسمان علم و فضل کی فضاؤں میں بادل بن کر چھا رہے ہیں۔ عصر حاضر اور ماضی قریب میں حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ جیسا صاحب علم و فن اور عارفِ حق کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

امام احمد رضا کی ذات علم و عرفان کے ایک ہیرے کی سی ہے' چنانچہ معروف ادیب و صحافی صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی فرماتے ہیں کہ:

"فاضل بریلوی کی شخصیت ہشت پہلو ہیرے جیسی ہے جس طرح اسے سورج کی روشنی پر رکھا جائے تو ہر کونے سے ایک نیا رنگ نظر پڑتا ہے کسی سمت سے سنہری' کسی زاویئے سے نارنجی اور کسی گوشے سے آسمانی' اعلیٰ حضرت کو کبھی آفتاب علم کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی شخصیت کے کئی رنگ دل و نگاہ کی جاذبیت کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ (ماہنامہ جہان رضا لاہور مارچ 1994ء)

امام احمد رضا کی ہر تحریر بھی مثلِ ہیرہ ہے۔ انہوں نے علم و عرفان کے جو روشن نقوش یادگار چھوڑے ہیں اس کی کرنیں اہل ایمان کو تادیر روشنی فراہم کرتی رہیں گی۔ ان کی تصانیفِ جلیلہ میں علم و فن کے بے شمار ایسے گوہر آبدار بکھرے

marfat.com

ہوئے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر آنکھیں چندیانے لگتی ہیں چنانچہ ان جواہر میں سے ایک ایک ہیرے کو تراش تراش کر ذرات کی صورت میں پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا' پیش نظر رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رضا فاؤنڈیشن لاہور' فتاویٰ رضویہ پر اسی حوالے سے کام کر رہی ہے۔ شیخ الحدیث علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی (بہاولپور) نے "حدائق بخشش" پر اسی حوالے سے کام شروع کیا اور ماشاء اللہ پچیس ضخیم جلدوں میں "شرح حدائق بخشش" تیار کردی۔ علامہ مفتی محمد خان قادری (لاہور) نے امام احمد رضا کے مشہور زمانہ سلامیہ قصیدہ "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پر کام کر کے "شرح سلام رضا" شائع فرمائی۔ حدائق بخشش کے حوالے سے مفتی محمد یٰسین امجدی (کراچی) علامہ شمس بریلوی (کراچی) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی) اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (دہلی) نے بھی کام کیا ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان اور المجمع الاسلامی مبارکپور (انڈیا) نے بھی اسی حوالے سے متعدد رسائل شائع کئے ہیں۔ فقیر نے بھی درج ذیل رسائل اور مضامین اسی غرض سے مرتب کئے۔

- دیدار الٰہی
- عالم بیداری میں معراج
- استاذ کے حقوق
- انعقادِ قیامت
- طلب صادق کبھی نہیں جاتی
- بارہ امام
- شانِ صحابہ واہلبیت وغیرہم

پیش نظر رسالہ "خیر الآمال" حال ہی میں رضا اکیڈمی بمبئی سے شائع ہوا تھا' جس پر محمد وسیم قادری (متعلم مدرسۃ المدینہ گلستانِ جوہر' کراچی) نے اسی نہج پر کام کیا ہے' یہ ان کی اولین کاوش ہے' ان کے علمی ذوق اور فکرِ رضا سے لگاؤ کے سبب مستقبل میں ان سے کئی امیدیں وابستہ ہیں' اللہ تعالیٰ ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

marfat.com

یہ رسالہ آج کی کاروباری دنیا کیلئے نہایت اہمیت کا حامل ہے اس کی اردو اشاعت کے بعد انگریزی اور عربی اشاعت بھی نہایت ضروری ہے' کاش! کوئی اس جانب توجہ کرے۔ اس رسالہ میں جن امور پر روشنی ڈال گئی ہے وہ یہ ہیں۔

o مال کمانا کب فرض ہے؟

o مال کمانا کس وقت مستحب ہے؟

o تجارت کب مکروہ ہے؟

o کس وقت حرام ہے؟

o سوال کرنا کب جائز ہے؟

o کب ناجائز ہے؟

o تجارت کے اسلامی اصول کیا ہیں؟

اس رسالہ میں جدید پیرا بندی کے علاوہ عربی اور مشکل الفاظ کے معنی بھی آخر میں بطور حواشی شامل ہیں جس سے یقینا اس علمی رسالہ کو سمجھنے میں بھرپور مدد ملے گی۔

"سبزواری پبلشرز" کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس علمی کاوش کو بہت اچھوتے انداز میں شائع کرنے کی کامیاب کوشش کی اور وقتاً فوقتاً یہ ادارہ علمی و روحانی کتب کو شائع کرنے کا شاندار اہتمام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور مزید توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

۴ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

۲۴ دسمبر ۱۹۹۸ء

اقبال احمد اختر القادری

L- 317/ 5-B-2 نارتھ کراچی

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسب کیلئے ایک مبداء ہے یعنی وہ ذریعہ جس سے مال حاصل کیا جائے اور ایک غایت یعنی وہ غرض کہ جو تحصیل مال سے مقصود ہو۔ ان دونوں میں ذاتاً خواہ عارضاً احکامِ[۵] نوگانہ فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ تنزیہی، اِساءت، مکروہ تحریمی، حرام سب جاری ہیں اور دونوں[۱] کے اعتبار سے کسب[۲] پر احکامِ مختلفہ طاری ہیں۔ نفسِ کسب بے لحاظ مبادی و غایات کوئی خاص حکم نہیں رکھتا۔

ذرائع

حرام :

جیسے غصب و رشوت، سرقہ و ربا ہیں۔ یونہی زنا و غِنا[۳] و حکمِ خلاف ماانزل اللہ[۴] وغیرھا اُمورِ محرّمہ کی اُجرت، تلاوتِ قرآن و وعظ، تذکیر و میلاد خوانی وغیرھا عبادات بیچ کر قیمت وصول کرنا۔ اسی طرح جملہ عقودِ باطلہ و فاسدہ قطعیہ۔

مکروہ تحریمی :

جیسے اذانِ جمعہ کے وقت تجارت۔

فی الدر المختار کرہ تحریما مع صحۃ البیع عند الاذان الاوّل. وعبّر فی الھدایۃ بالحرمۃ واعترضہ الاتقانی بان البیع جائز لکنہ یکرہ کما صرح بہ فی شرح الطحطاوی لان المنع لغیرہ لابعدم المشروعیۃ واشارفی الدر الی جوابہ بقولہ افاد فی البحر صحۃ اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریمًا اھ (۵)

وانا اقول...... الصحۃ اذا لم تناف المنع لغیرہ لم تناف الحرمۃ ایضا کذلک فان المنع ولو لغیرہ یشمل المنع ظناً فیکرہ وقطعا فیحرم ولا شک ان النھی ھھنا قطعی فلا ادری ماحوجھم الی تاویل الحرمۃ بالکراھۃ[۶] ٥

اسی طرح دوسرا مسلمان جب ایک چیز خرید رہا ہو اور قیمت فیصل ہو گئی ہو اور

marfat.com

گفتگو ہنوز قطع نہ ہوئی' ایسی حالت میں قیمت بڑھا کر خواہ کسی طور پر خود خرید لینا مکروہ تحریمی ہے۔

فی الدر کرہ تحریما السوم علی سوم غیرہ ولو ذمیا مستامنا بعد الاتفاق علی مبلغ الثمن والا لا لانہ بیع من یزید اھ[۷] مختصرا

یونہی

تلقی جلب و بیع الحاضر للبادی و تفریق الصغیر من محرمہ وغیرھا[۸]

کہ مع قیود و شروط کتبِ فقہ میں مفصل ہیں اسی قسم میں ہے۔ یا نیچری وضع کے کپڑے یا جوتے سینا یا ان اشیاء خواہ تانبے پیتل کے زیوروں وغیرہا کا بیچنا اور جملہ عقود و مکاسب ممنوعہ ظنیہ۔[۹]

فی رد المحتار من الحظر عن المحیط بیع المکعب المفضض للرجل ان یلبسہ یکرہ لانہ اعانۃ علی لبس الحرام وان کان اسکافا امرہ انسان ان یتخذ لہ خفا علی ذی المجوس او الفسقۃ او خیاطا امرہ ان یتخذ لہ ثوبا علی ذی الفساق یکرہ لہ ان یفعل لانہ سبب التشبہ بالمجوس والفسقۃ۔[۱۰]

اِساءت:

یعنی وہ کام جسے نہ مکروہ تنزیہی کی طرح صرف خلافِ اَولیٰ کہا جائے جس پر ملامت بھی نہیں' نہ تحریمی کی طرح گناہ و ناجائز' جس پر استحقاقِ عذاب ہے' بلکہ یوں کہا جائے کہ بُرا کیا' قابل ملامت ہوا' جس کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور تحریمی سے کمتر ہے۔

کما حج الیہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار۔[۱۱]

اقول ... ولا بد منہ فان کل مرتبہ للطلب فی جانب الفعل فان بازائہا

marfat.com

مرتبة فی جانب الترك فالتحريم فی مقابلة الفرض فی الربتة وكراهة التحريم فی رتبة الواجب والتنزيه فی رتبة المندوب كما فی رد المحتار من بحث اوقات الصلاة وقد بقيت السنة وهی فوق المندوب ودون الواجب فوجب ان يقابلها ماهو فوق كراهة التنزيه دون التحريم وهو الاساء ة وقد نصوا عليها فی غير ما فرع وان اغفلها كثيرون فی ذكر الاقسام فليحفظ[۱۲]۔

قال فی الدرترك السنة لايوجب فسادا ولا سهوا بل اساء ة لو عامدا غير مستحب الخ[۱۳]

وفی رد المحتار عن التحرير تاركها ای السنة يستوجبه اساء ة ای التضليل واللوم[۱۴]۔

مثلاً اپنے سے اعلم[۱۵] کے ہوتے ہوئے عہدۂ قضا[۱۶] کی نوکری جبکہ وہ خود اس پر راضی ہو۔

هو فی الدر المختار لوقدموا غير الاولی اساؤا بلا اثم[۱۷]۔

وفی رد المحتار عن التتارخانية اساؤا اذ تركوا السنة لكن لاياثمون لانهم قدموا رجلا صالحا وكذا الحكم فی الامارة والحكومة اما الخلافة وهی الامامة الكبریٰ فلا يجوزان يتركوا الا فضل وعليه اجماع الامة[۱۸]۔

شہم کہتے ہیں ظہر و مغرب و عشا کے فرض پڑھ کر سنتوں سے پہلے بیع وشراء کرنا اور ظاہراً طلوعِ فجر کے بعد نماز صبح سے پہلے خرید و فروخت بھی اسی قبیل سے ہے، جبکہ ضرورت داعی[۱۹] نہ ہو۔

یونہی ہر وہ کسب کہ خلاف سنت یا اس کا شغل ترک سنت کیطرف مؤدّی[۲۰] ہو اساءت کے قبیل سے ہے۔

marfat.com

مکروہِ تنزیہی :

جیسے بیع عینہ[۲۱] جبکہ مبیع بائع کے پاس عَود نہ کرے۔ مثلاً جو قرض مانگنے آیا اسے روپیہ نہ دیا بلکہ دس(۱۰) کی چیز پندرہ(۱۵) کو اس کے ہاتھ بیچی کہ اس نے دس کو بازار میں بیچ لی۔

فی الدر المختار شراء الشئی الیسیر بثمن غال لحاجة المقرض یجوز ویکرہ و اقرہ المصنف و فی آخر الکفالة ببع العینة ای بیع العین بالربح نسئة لیبیعها المستقرض باقل لیقضی دینه اخترعه اکلة الربا وهو مکروه مذموم شرعا لما فیه من الاعراض عن مبرة الاقراض۔[۲۲]

وفی رد المحتار عن الفتح ان فعلت صورة یعود الی البائع جمیع ماخرجه او بعضه یکره تحریما فان لم یعد کما اذا باعه المدیون فی السوق فلا کراهة بل خلاف الاولی اه[۲۳] ملخصاً

مُباح :

جیسے بَن کی لکڑی، جنگل کے شکار دریا کی مچھلیاں۔

مستحب :

جیسے خدمت اولیا و علماء کی نوکری کرنا۔

و قدکان انس بن مالک رضی اللہ عنہ یخدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شبع بطنه۔[۲۴]

یونہی ہر وقت کسب جس میں امورِ خیر پر اِعانت ہو، اگرچہ خیر صِرف تقلیلِ شر و ضیر ہو۔[۲۵] مثلاً گھاٹ یا چنگی یا بندوبست کی نوکری اس نیت سے کہ بندگان خدا عزوجل کارکنوں کے جبر و تعدی و ظلم و زیادہ ستانی سے بچیں گے۔

فی کفالة الدر النوائب ولو بغیر حق کجبا یات زماننا قالوا من قام بتوز یعها

marfat.com

بالعدل اجراً[٢٦] اه ملخصاً۔

وفی شهادات رد المحتار قدمنا عن البزدوی ان القائم بتوزیع هذه النوائب السلطانیة والجبایات بالعدل بین المسلمین ماجور وان کان اصله ظلما الخ[٢٧]

قلت...... وکذلك نص علیه فی کفالة الهدایة وغیرها[٢٨]۔

سنت :

جیسے احباب کا ہدیہ قبول کرنا اور عوض دینا۔

احمد والبخاری وابو دائود و الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالی عنها ان رسول اللہ ﷺ کان یقبل الهدیة ویثیب علیها[٢٩]۔

افضل واعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیرِ نشان جہادِ شرعی ہے۔

احمد و ابو یعلی والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما عن النبی ﷺ قال بعثت بین یدی الجماعة بالسیلف حتی یعبد وا اللہ تعالیٰ وحده لاشریك له وجعل رزقی تحت ظل رمحی الحدیث[٣٠]۔

واخرج ابن عدی عن ابی هریرة عن النبی ﷺ الزموا الجهاد تصحوا و تستغنوا[٣١]۔

الشیرازی فی الالقاب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما عن النبی ﷺ اطیب کسب المسلم سهمه فی سبیل اللہ[٣٢]۔

قال المناوی فی التیسیر لان ماحصل بسبب الحرص علی نصرة دین اللہ تعالیٰ لا شئی اطیب منه فهو افضل من البیع وغیره مما مرلانه کسب المصطفیٰ وحرفته ﷺ اه[٣٣]۔

وفی صید ردالمحتار عن الملتقی ومواهب الرحمن فی تفاضل انواع الکسب افضله الجهاد ثم التجارة ثم الحراثة ثم الصناعة[٣٤]۔

marfat.com

واجب

جیسے قبول عطیۂ والدین، جبکہ نہ لینے میں ان کی ایذا مظنون ہو اور اگر تیقن ہو تو فرض ہوگا کہ ایذائے والدین حرامِ قطعی ہے اور حرام سے بچنا فرض قطعی۔ اسی طرح عہدۂ قضا کا قبول کرنا فرض ہے جبکہ اس کے سوا اور کوئی اہل نہ ہو۔

فی رد المحتار کره تحریما التقلد ای اخذ القضاء لمن خاف الحیف ای الظلم والحجز وان تعین له او امنه لایکره (فتح) ثم ان انحصر فرض عینا والاکفایة (بحر) والتقلید رخصة ای مباح والترك عزیمة عند العامة (بزازیه) فالاولی عدمه ویحرم علی غیر الاهل الدخول فیه قطعا من غیر تردد فی الحرمة فضیه الاحکام الخمسة[۳۵]۔

اغراض

فرض:

جیسے خورد و نوش و پوشش بقدرِ سدِ رَمَق[۳۶] و ستر عورت بلکہ اتنا کھانا جس سے نمازِ فرض کھڑے ہوکر ہو سکے اور رمضان میں روزے پر قدرت ملے۔

فی الدر الاکل فرض مقدار مایدفع الهلاك ویمکن به من الصلاة قائما وصومه[۳۷] اه ملخصا۔

یوہیں کفالتِ اہل وعیال و ادائے دیون و نفقاتِ مفروضہ۔

فی خزانة المفتین الکسب فرض وهو بقدر الکفایة لنفسه وعیاله و قضاء دیونه و نفقة من یجب علیه نفقة[۳۹]۔

یوہیں حج فرض جبکہ بعد فرضیت مال نہ رہا ہو۔[۴۰]

لان الذمة قد شغلت وابراؤها عن الفرض فرض و مقدمة الفرض فرض[۴۱]۔

زوجہ اگرچہ غنیہ ہو اس کا کفن دفن شوہر پر ہے یوہیں اقارب کا جبکہ مال نہ چھوڑیں بلکہ ہر مسلمان کا کفن دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ جب ایک شخص

marfat.com

میں منحصر ہو جائے فرض عین ہو جائے گا۔

فی التنویر کفن من لامال له علی من تجب علیه نفقته واختلف فی الزوج والفتویٰ علی وجوب کفنها علیه وان ترکت مالا الخ۔[42]

وفی رد المحتار الواجب علیه تکفینها و تجهیزها الشرعیان من کفن السنة والکفایة وحنوط واجرة غسل و حمل و دفن۔[43]

واجب :

جیسے اتنا کھانا کہ ادائے واجبات پر قادر ہو' زوجہ کا حق جماع میں ادا کر سکے۔

وهذا بعد مرة من واجبات الدیانة وان لم یجبر علیه قضاء کما فصلناه فی الطلاق من فتاونا......[44]

کپڑے میں اتنی زیادت کہ انتقالات نماز وغیرہ میں زانو نہ کھلیں۔ یونہیں صدقۂ فطر و اُضحیہ جبکہ بعدِ وجوب مال نہ رہا۔ غرض ہر واجب جس کی تحصیل کو مال درکار ہو۔

سنت :

جیسے نماز کے لیے عمامہ و جبہ و ردا وغیرہا لباسِ مسنون و تجملِ عیدین وجمعہ بناء و توسیع و تطییبِ مساجد[46] وصلۂ رحم و ہدایۂ احباب و مواساتِ[47] مساکین و خبرگیریٔ یتامٰے و بیوگان و خدمتِ مہمانان و امثالِ ذلک سنن مالیہ۔[48]

یو ہیں عطر و مشک و سرمہ وشانہ و آئینہ[49] بقصدِ اتباع اور کھانے میں تہائی پیٹ کی مقدار تک پہنچنا۔

مستحب :

جیسے بنائے سقایہ[50] و سبیل وسرا و مدارس و پُل وغیرہا۔

فی رد المحتار عن تبیین المحارم عن بعض العلماء فی ذکر مراتب الاکل مندوب وهو ما یعینه علی تحصیل النوافل و تعلیم العلم و تعلمه۔[51]

بلکہ مہمان کے ساتھ پورا پیٹ بھر کھانا بھی کہ وہ ہاتھ اٹھا لینے سے شرما کر بھوکا نہ رہے۔

marfat.com

یوہیں عورت کی سیر خوری اس نیت سے کہ شوہر کے لیے حفظِ جمال کرے کم خوری، لاغری و شکست رنگ و حسن کی موجِب نہ ہو۔

فی الدرعن الوہبانیة وللزوجة التسمین لافوق شبعها اه[52]

قال الشامی قال الطرسوسی فی الزوجة ینبغی ان یندب لها ذلك و تكون ماجورة۔[53]

قال الشارح ولا یعجبنی اطلاق اباحة ذلك فضلا عن ندبه ولعل ذلك محمول علی ما اذا كان الزوج یحب السمن والا ینبغی ان یكون موزورة اه۔[54]

اقول..... فی الغرر كلام فان الاكل الی الشبع حلال بیضهم ونیة السمن غایتها كراهة التنزیه نعم عدم الاجر ظاهر ثم هذا كله فی التسمین اما ما ذكرت فواضح لاغبار علیه۔[55]

مُباح :

جیسے زینت و آرائش لباس و مکان و زیورِ زناں۔

فی خزانة المفتین بعد مامر و مباح وهو الزیاده للزیادة والتجمل۔[56]

جبکہ یہ سب امور منکرات و مقاصدِ مذمومہ سے خالی ہوں ورنہ مذموم ہیں اور مقاصد محمودہ کے ساتھ بھی خالی مباح نہ رہیں گے مستحب ہو جائیں گے۔

فان المباح اتبع شئ للنیات كما ذكره فی البحرالرائق ورد المحتار وغیرهما وذلك لخلوه فی نفسه عن كل حكم فلایزاحم شیئا یطره علیه من صواحبه كنیة او تأدیة الی خیر او شر كما لایخفی۔[57]

مکروہ تنزیہی :

جیسے اپنے لیے انواعِ فواکہ سے تفکہ۔

فی الدر لابأس بانواعِ الفواكه وتركه افضل۔[59]

اِساءت :

جیسے اتباعِ شہوت نفس ولذتِ طبع کے لئے ترفُّہ و تنعُّم[60] بالحلال میں انہماک۔

marfat.com

اسی نیت سے عمدہ کھانے' دونوں وقت سیر ہو کر کھانا' باریک نفیس بیش بہا جامے پہنا کرنا' شبانہ روز عورتوں کی طرح کنگھی چوٹی میں گرفتار رہنا کہ یہ امور اگرچہ حد حریم و گناہ تک نہ پہنچیں' خلافِ سنت ضرور ہیں۔

ولاشك فی توجه اللوم علیه ان لم یستحق العقاب والاحادیث فی ذلك. کثیرة شهیرة لانسردها مخافة الاطناب۔[۲۱]

اقول...... وبه علم ان ما جنحت الیه اولیٰ ممافی ردالمحتار عن شرح الملتقی فی انواع الکسوة مباح وهو الثوب الجمیل للتزین فی الاعیاد والجمع ومجامع الناس لا فی جمیع الاوقات لانه صلف وخیلاء وربما یغیظ المحتاجین فالتحرز عنه اولیٰ و مکروه وهو اللبس للتکبر اه

وکذا ماذکر من محض الاباحة فی تجمل الجمع والاعیاد و المجامع محمله ما اذا لم ینوالا التجمل اما اذا نوی الاتباع فسنة لاشك کما ذکرت وکذا الکراهة فی التکبر تحمل علی الحرمة فانه حرام وکبیرة عظیمة قطعاً۔[۲۳]

مکروہ تحریمی :

جیسے محض تکاثر[۲۴] و تفاخر کے لئے جمع اموال۔

فی خزانة المفتین بعد مامرو مکروه وهو لجمع للتفاخر والتکاثر وان کان من حل۔[۲۵]

یوہیں بھوک سے زیادہ چند لقمے کھانا جن کا معدے میں بگڑ جانا مظنون ہو۔

فی الخانیة یکره الاکل فوق الشبع اه[۲۶]

اقول...... وبهذا الحمل تندفع المخالفة بینه وبین مایأتی عن الدر من نص التحریم۔[۲۷]

مگر جبکہ روزے کی قوت مقصود ہو یا مہمان کا ساتھ دینا۔

فی التنویر مباح الی الشبع لترید قوته وحرام وهوما فوقه الا ان یقصد قوة صوم الغد اولئلا یستحی ضیفة اه۔[۲۸]

marfat.com

اقول...... والاستثناء اذا حمل علی ماذکرت صح قطعا ویکون قولہ حرام یشمل المکروہ فلا یکون منقطعا فافھم۔[69]

یوہیں لباسِ شہرت پہننا یعنی اس قدر چمکیلا نادر ہو جس پر انگلیاں اٹھیں اور بالقصد اتنا ناقص و خسیس کرنا بھی ممنوع ہے جس پر نگاہیں پڑیں' یوہیں ہر انوکھی اچنبھے کی ہیئاتِ وضع' تراش خراش کہ وجہِ اُنگشت نمائی ہو۔

سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسندِ حسن مروی' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من لبس ثوب شھرة البسہ اللہ یوم القیمة ثوبا مثلہ وعند ابن ماجة ثوب مذلة زاد ابو داؤد فی روایة ثم یلھب فیہ النار۔

جو شہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ویسا ہی لباس شہرت پہنائے گا جس سے عرصات محشر میں (معاذ اللہ) ذلت و تفضیح[70] ہو پھر اس میں آگ لگا کر بھڑکا دی جائیگی۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

فی رد المحتار عن الدرالمنتقی نھی عن الشھرتین وھو ماکان فی نھایة النفاسة او الخساسة اھ۔[71]

اقول...... ولا یختص بھما بل لو کان بینھا وکان علی ھیأة عجیبة غریبة توجب الشھرة و شخوص الابصار کان لباس شھرة قطعاً۔[72]

حرام :

جیسے ریشمی کپڑے' مغرق ٹوپیاں یوہیں پیٹ سے اوپر اتنا کھانا جس کے بگڑ جانے کا ظن غالب ہو۔

فی الدر حرام فوق الشبع وھو اکل طعام غلب علی ظنہ انہ افسد معدتہ وکذا فی الشرب قھستانی۔[73]

marfat.com

احکامِ کسب

فاقول وباللہ التوفیق۔

ظاہر ہے کہ کسب یعنی تحصیلِ مال کو خواہ روپیہ ہو یا طعام یا لباس یا کوئی شے سبب و غرض دونوں سے ناگزیر ہے اور احکامِ نو(۹) گانہ[۷۴] میں پہلے چار' جانبِ طلب ہیں۔ جن میں فرض و واجب کی طلب جازم[۷۵] ہے اور سنت و مستحب کی غیر جازم اور پچھلے چار جانبِ نہی[۷۶] ہیں۔ جن میں مکروہ تنزیہی و اساءت سے نہیِ ارشادی اور تحریمی و حرام سے حتمی اور مباح طلب و نہی دونوں سے خالی۔ اب اگر سبب و غرض دونوں اقسامِ تسعہ سے ایک ہی قسم کے ہیں' جب تو ظاہر کہ وہی حکم کسب پر ہوگا۔ مثلاً ذریعہ بھی فرض اور غرض بھی فرض تو ایسا کسب دوہرا فرض ہوگا اور دونوں حرام تو دونا حرام و علی ہذا القیاس اور اگر مختلف اقسام سے ہیں تو تین حال سے خالی نہیں۔

اوّل اختلاف جانبِ واحد مثلاً طلب یا نہی کے اقسام میں ہو۔ جیسے سبب فرض ہو' غرض واجب یا سبب مکروہ تنزیہی' غرض حرام۔

ثانیاً اختلاف اختلافِ جانبِ وسط ہو۔ مثلاً سبب واجب یا حرام اور غرض مُباح یا بالعکس۔ ان دونوں صورتوں میں کسب اشد و اقویٰ کا تابع ہوگا۔ مثلاً فرض و وجوب کا اختلاف ہے تو فرض اور وجوب و سیّئت کا' تو واجب اور ایک مباح اور دوسرا اور کسی قسم کا ہے تو کسب اُسی قسم کا ہوگا۔

لما مرمن ان المباح ساذج عار یکتسی بکل رداء و یتلون بلون کل ما یمازج والضعیف من جانب یندرج فی القوی منه[۷۷]۔

ثالثاً اختلاف اختلافِ جانبَین ہو یعنی سبب جانبِ طلب میں ہے اور غرض جانب نہی یا بالعکس۔ صورت اُولیٰ میں کسب مطلقاً حکم غرض کا مورد رہے گا۔ مثلاً غرض حرام ہے تو حرمت و گناہ نقد وقت ہے' گو سبب فرض' واجب ہو۔ حتی کہ اگر سبب اعلیٰ درجۂ طلب میں ہو یعنی فرض اور غرض ادنیٰ درجۂ نہی میں یعنی مکروہ

marfat.com

تنزیہی جب بھی کسب مکروہ تنزیہی سے خالی نہیں ہو سکتا' اگرچہ سبب فی نفسہٖ فرض ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی غرضِ معیّن کسب کے لیے لازم نہیں' وہ اختلافِ نیت سے مختلف ہو سکتی ہے اور ہر وقت اپنے اختیار سے امکانِ تبدّل رکھتی ہے۔ مانا کہ سبب فرض تھا مگر جب اس نے اسے کسی امر حرام یا ناپسندیدہ کی نیت سے کیا' ضرور حُرمت و ناپسندی میں گرفتار ہوا کہ ایسی نیت کیوں کی۔ اگر کوئی نیت فرض یا واجب حاضر نہ تھی تو اقلِ درجہ نیت مباح پر قادر تھا اس کی نظیر نماز ہے کہ دکھاوے کو پڑھی جائے۔ اگرچہ نماز فی نفسہٖ فرض ہے مگر نیتِ خبیثہ مُوجب تحریم ہو گی۔

صورتِ عکس میں یعنی جب سبب جانبِ نہی ہو اور غرض جانبِ طلب۔ اگر وہ سبب متعین نہ تھا بلکہ اس کا غیر کہ نہی سے خالی ہو ممکن تھا تو اس صورت میں بھی کسب مطلقاً موردِ نہی ہوگا کہ غرض اگرچہ فرض ہے' جب ذریعۂ مباح سے مل سکتی تھی تو حرام یا مکروہ کی طرف جانا اپنے اختیار سے ہوا اور اس کا الزام لازم آیا۔

اگر سبب متعین تھا کہ دوسرا طریقہ قدرت ہی میں نہیں تو اب دو صورتیں ہونگی۔

اوّل غرض و سبب کی نہی و طلب دونوں ایک ہی مرتبہ میں ہوں مثلاً سبب حرام' غرض فرض۔ سبب مکروہ تحریمی غرض واجب۔ سبب میں اساءت غرض سنت۔ سبب مکروہ تنزیہی' غرض مستحب' اور صرف اسی قدر کافی نہیں بلکہ نوع واحد میں تفاوت و قوت پر بھی نظر لازم کہ حرام کا ترک فرض ہے اور فرض کا ترک حرام' اور بعض فرض بعض دیگر سے اعظم و آکد ہوتے ہیں اور بعض حرام بعض دیگر سے اشنع واشد۔ تو یہ دیکھا جائے گا کہ مثلاً فرض غرض کے ترک سے جو حرمت لازم آئے گی وہ اس حُرمت سے کیا نسبت رکھتی ہے جو اس سببِ حرام کے ارتکاب میں ہے جب سب وجوہ سے طرفین میں تساویٔ قوت ثابت ہو تو حکمِ کسب میں اتباعِ سبب یعنی جانبِ نہی کو ترجیح رہے گی۔

لان اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتنائہ بالماموارت ولذ اقال ﷺ

marfat.com

اذا امرتکم بشئی فأتوا منه ما استطعتم واذ انھیتکم عن شئی فاجتنبوہ۔[۷۸]

وروی فی الکشف حدیثا لترك ذرۃ مما نھی اللہ عنه افضل عن عبادۃ الثقلین۔[۷۹]

قاله فی الاشباہ ولنا فی المقام تحقیقات نفائس الممنابکثیر منھا فی ما علقنا علی کتاب "اذاقة الاثام لِمَا نِعِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَام" من تصانیف خاتمة المحققین الاماجد سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد۔[۸۰]

ثانیاً:

دونوں کی قوت کم و بیش ہو اس صورت میں اقوٰی کا اتباع ہوگا سبب ہو خواہ غرض۔ مثلاً مال غیر بے اذن غیر لینا حرام ہے اور خُوک[۸۱] و خمر کی حرمت اس سے بھی زائد اور سدِ رمق[۸۲] و دفعِ جوعِ قاتل و عطشِ مہلک کی فرضیت ان سب سے اقویٰ ہے۔ لہذا حالت مخمصہ[۸۳] میں ان اشیاء کا تناول اسی قدر جس سے ہلاکت دفع ہو لازم ہوا اور جانب غرض کو ترجیح دی گئی اور اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے' تو حلال نہیں۔ اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمتِ انسان اس فرض سے اقویٰ ہے لہذا جانبِ سبب کو ترجیح رہی۔

فی الدر الاکل للغذاء والشرب للعطش ولومن حرام او میتة او مال غیرہ وان ضمنه فرض یثاب علیه بحکم الحدیث ولکن مقدار یدفع الانسان الھلاك عن نفسه اھ[۸۴]

وفی الشامیة عن وجیزالکردری ان قال له اخرا قطع یدی اکلھا لایحل لان لحم الانسان لایباح فی الاضطرار لکرامته۔[۸۵]

یہ تقریر منیر حفظ رکھنے کی ہے کہ اول تا آخر اس تحقیق جمیل و ضبط جلیل کے ساتھ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گی۔ وباللہ التوفیق

marfat.com

احکامِ سُوال

مذکورہ ضوابط سے مسئلۂ سوال[۸۶] کا حکم بھی منکشف ہو سکتا ہے۔ جب غرض ضروری نہ ہو تو سوال حرام ہے۔ مثلاً آج کھانے کو موجود ہے تو کل کے لیے سوال حلال نہیں کہ کل تک کی زندگی بھی معلوم نہیں' کھانے کی ضرورت درکنار۔

یوہیں رسوم شادی کے لیے سوال حرام کہ نکاح شرع میں ایجاب و قبول کا نام ہے جس کے لیے ایک پیسہ کی بھی ضرورت شرعاً نہیں۔

اگر غرض ضروری ہے اور بے سوال کسی طریقۂ حلال سے دفع ہو سکتی ہے جب بھی سوال حرام ہے مثلاً کھانے کو کچھ پاس نہیں مگر ہاتھ میں ہنر ہے یا آدمی قوی تندرست قابل مزدوری ہے کہ اپنی صنعت یا اجرت سے بقدر حاجت پیدا کر سکتا ہے' قبل اس کے کہ احتیاج تاحدِ مخمصہ پہنچے تو اسے سوال حلال نہیں' نہ اُسے دینا جائز کہ ایسوں کو دینا انہیں کسبِ حرام کا مؤید[۸۷] ہوتا ہے۔ اگر کوئی نہ دے تو جھک مار کر آپ ہی محنت مزدوری کریں اور اگر دوسرا طریقۂ حلال میسر نہیں' حرفت و صنعت کچھ نہیں جانتا نہ محنت و مزدوری پر قادر ہے' خواہ بوجہ مرض یا ضعفِ خلقی یا ناز پروردگی یا کسب کر تو سکتا ہے مگر حاجت فوری ہے کسب پر محول کرنا "تاتریاق ازعراق" کا مضمون ہوا جاتا ہے تو سوال حلال ہوگا کہ ہر ان صورتوں میں کارروائی یوہیں ہو سکتی ہے کہ مانگ کر لے یا چھین یا چرا کر یا کوئی حرام یا مردار کھائے اور سرقہ' غصب کی حرمت' سوال سے اشد ہے اور حرام و مردار کی غصب و قہر سے بھی سخت تر یہ صورتیں تو ظاہر ہیں اور علما نے بوجہ اشتغالِ جہاد و مشغولیٔ طلبِ علمِ دین فرصتِ کسب نہ پانے کو بھی وجوہ معذوری سے شمار فرمایا اور ایسے کے لیے سوال حلال بتایا۔

جب مدارِ ضرورت غرض و تعیّنِ ذریعہ پر ٹھہرا تو کچھ اکل و شرب ہی کی تخصیص نہیں کہ پاس ایک دن کا قُوت[۸۸] ہے اُسے سوال مطلقاً منع ہو بلکہ اگر دس دن

marfat.com

کا کھانا موجود ہے اور کپڑا نہیں یا کپڑا بھی ہے مگر ہلکا کہ جاڑے کی آفت روک سکتا نہیں اور طریقۂ تحصیل کوئی دوسرا نہیں کپڑے کے لیے سوال نا رَوا نہیں۔[۸۹]

یوہیں اگر کھانے، پہننے سب کو موجود ہے مگر مدیون[۹۰] ہے تو اگر کچھ مال فاضل رکھا ہے، جسے بیچ کر ادا کرے یا کما کر دے سکتا ہے تو سوال حرام اور اگر کمائی سے بعد نفقۂ ضروری کے کچھ نہیں بچا سکتا اور قرض خواہ گردن پر چھری رکھے ہوئے ہے تو ادا کے لئے سوال حلال ہے۔

فی در المحتار لایحل ان یسأل شیئا من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة کالصحیح المکتسب ویاثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم ولوسأل للکسوة اولاشغاله عن الکسب بالجهاد او طلب العلم جاز لو محتاجا اه۔[۹۱]

وفیه من النفقات تجب ایضا لکل ذی رحم محرم صغیرا او انثی ولو بالغة صحیحة اوالذکر بالغا عاجزاً عن الکسب بنحو زمانة کعمی وعته وفلج زاد فی الملتقی والمختار اولا یحس الکسب لخرقه او لکونه من ذوی البیوتات اه

قال الشامی ای من اهل الشرف الخ۔[۹۲]

واللہ سبحٰنه وتعالیٰ اعلم[۹۳]

marfat.com

"حواشی"

۱۔ یعنی ذریعہ اور غرض۔

۲۔ کمائی۔

۳۔ گانا' بجانا۔

۴۔ ایسا حکم جو اللہ عزوجل کے نازل کردہ احکام کے خلاف ہو۔

۵۔ "در مختار" میں جمعہ کی اذانِ اوّل کے وقت بیع درست ہونے کے باوجود اسے مکروہ تحریمی قرار دیا اور "ھدایہ" میں حرمت کے ساتھ تعبیر کیا اور "اتقانی" نے اس پر اعتراض کیا کہ بیع جائز تو ہے مگر مکروہ ہے' جیسا کہ "شرح طحطاوی" میں اس کی وضاحت کی گئی ہے' اس لئے کہ ممانعت اس کے غیر کے سبب سے ہے نہ کہ اس کی عدم مشروعیت کی بناء پر اور "در مختار" میں اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا کہ "صاحب البحر الرائق" نے مکروہ تحریمی پر حرمت کے اطلاق کی درستگی کا افادہ فرمایا۔ اھ

۶۔ میں کہتا ہوں۔ حرمت کے اطلاق کی درستگی جب "منع لغیرہ" (وہ ممانعت جو غیر کے سبب سے ہو) کے منافی نہیں تو پھر حرمت کے بھی منافی نہیں کیونکہ منع اگرچہ غیر کے سبب سے ہو منع کو شامل ہے' اگر دلیل ظنی سے ہو تو مکروہ اور اگر دلیلِ قطعی سے ہو تو حرام' اور بلاشبہ اس مقام پر نہی قطعی ہے' تو میں نہیں جانتا کہ انہیں (یعنی اتقانی' طحطاوی اور صاحب بحر) حرمت کی تاویل' کراہت کے ساتھ کرنے کی کیا احتیاج پیش آئی۔

۷۔ "دُرِ مختار" میں دوسرے کی لگائی ہوئی قیمت سے زیادہ قیمت لگانے کو مکروہ تحریمی فرمایا' اگرچہ خریدار ذمی یا مستامن ہو۔ یہ اسوقت ہے جبکہ بائع و مشتری ثمن کی مقدار پر متفق ہو چکے ہوں' بصورت دیگر یہ حکم نہیں اس لئے کہ یہ

marfat.com

نیلامی ہے۔ اھ

۸۔ تجارتی قافلوں سے شہر کے باہر ہی سودا کرلینا اور شہری کا دیہاتی کیلئے بیع کرنا اور دو ذی رحم کم سن غلاموں کو بیچ کر جدا کر دینے کا بھی یہی حکم ہے (یعنی مکروہ تحریمی ہے)

۹۔ یعنی کمانے کے ایسے ذرائع جو ظنی دلیل کی بناء پر ممنوع ہوں۔

۱۰۔ "ردالمحتار" میں "کتاب الحظر و الاباحۃ" میں "محیط" سے منقول کہ آدمی کیلئے سونے یا چاندی سے ملمع کی ہوئی چولی کی بیع کرنا تاکہ اسے پہنا جائے' مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ "حرام" پہننے پر مدد کرنا ہے اور اگر کوئی موچی ہو اور اس سے کوئی شخص کہے کہ میرے لئے مجوسیوں یا فاسقوں کی وضع کا چمڑے کا موزہ یا جوتا بنا دو یا اگر کسی درزی سے کوئی شخص کہے کہ میرے لئے فاسقوں کی وضع کے کپڑے سی دو' تو اس موچی یا درزی کا ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ یعنی ان دونوں کا سینا مجوسیوں اور فاسقوں سے مشابہت کا سبب ہے۔

۱۱۔ جیسا کہ "علامہ شامی علیہ الرحمۃ" نے بھی "رد المحتار" میں اسی کو اختیار کیا۔

۱۲۔ میں کہتا ہوں۔ ہر حکم کا جو فعل کے کرنے میں درجہ ہے (یعنی فرض' واجب' سنت اور مستحب) ناکرنے میں اپنے مقابل کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ چنانچہ حرام' مرتبہ میں فرض کے مقابل ہے اور مکروہ تحریمی واجب کے مقابل اور مکروہ تنزیہی' مندوب (مستحب) کے مقابل ہے جیسا کہ "رد المحتار" میں "اوقات الصلوٰۃ" کی بحث میں مذکور ہے۔ باقی رہی سنت تو وہ مندوب سے بڑھ کر اور واجب سے کمتر ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ سنت کو اس کے مقابل رکھا جائے جو مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر اور مکروہ تحریمی سے کمتر ہے اور وہ "اساءت" ہے۔ فقہائے کرام نے اس تفریع کے علاوہ جگہوں پر اس پر نص

marfat.com

وارد کی ہیں اگرچہ بہتیرے ان اقسام کے ذکر سے غافل ہیں تو ضروری ہے کہ آپ انہیں یاد کر لیجئے۔

۱۳۔ "درِمختار" میں فرمایا کہ ترک سنت نہ فساد کو لازم ہے اور نہ ہی سہو (یعنی غفلت و بھول) کو بلکہ اگر قصداً ایسا کیا ہو تو اِساءت ہے اور یہ غیر مستحب ہے الخ۔

۱۴۔ "رد المحتار" میں "التحریر" سے منقول کہ تارکِ سنت کو اِساءت یعنی تضلیل و لوم مستلزِم ہے (یعنی وہ ضرور ملامت و گمراہی میں پڑے گا)

۱۵۔ زیادہ علم والا۔

۱۶۔ عہدۂ جج۔

۱۷۔ "درمختار" میں ہے کہ اگر لوگ غیر اولیٰ کو قاضی بنائیں تو یہ اساءت یعنی خلافِ سنت ہے مگر گناہ نہیں۔

۱۸۔ "رد المحتار" میں "تتار خانیہ" سے منقول کہ یہ اساءت ہے اس لئے کہ لوگوں نے سنت کو ترک کیا' البتہ وہ لوگ گنہگار نہیں ہوں گے اس لئے کہ انہوں نے ایک مردِ صالح کو آگے بڑھایا یعنی قاضی بنایا اور یہی حکم امارت و حکومت یعنی امیر و حاکم بنانے کا بھی ہے اور رہی خلافت یعنی امامتِ کبریٰ تو جائز نہیں کہ لوگ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کو خلیفہ بنائیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔

۱۹۔ جبکہ مجبوری نہ ہو۔

۲۰۔ لے جانے والا۔

۲۱۔ بیع عینہ سود سے بچنے کی ایک صورت ہے وہ یوں کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے' اس نے کہا میں قرض نہیں دونگا البتہ یہ کر سکتا ہوں کہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ روپے میں ادھار بیچتا ہوں' اگر تم چاہو خرید کر بازار میں دس روپے کی بیچ دینا' تمہیں دس روپے مل جائیں گے۔ اس

marfat.com

طرح قرضدار کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے اور قرضخواہ کو بھی نفع حاصل ہوجاتا ہے۔ اس کی دیگر صورتیں بہار شریعت کے حصہ یازدہم(۱۱) میں ملاحظہ ہوں۔

۲۲۔ "درمختار" میں ہے کہ قرض مانگنے والے کی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر، کسی شئ کا منافع کے ساتھ ادھار بیچنا جائز ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ نے "باب الکفالۃ" کے آخر میں اِسی حکم کو برقرار رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ بیع عینہ یعنی کسی چیز کو منافع کے ساتھ ادھار اس لئے بیچنا کہ قرض مانگنے والا اس سے کم قیمت میں بیچ کر اپنا قرض ادا کرسکے اسے سود خوروں نے اختراع یعنی ایجاد کیا ہے اور یہ مکروہ ہے، شرعاً مذموم ہے کیونکہ اس میں ثواب کیلئے قرض دینے سے روگردانی ہے۔

۲۳۔ "درمختار" میں "فتح القدیر" سے منقول کہ اگر صورت یہ ہو کہ تمام یا بعض اشیاء بائع کی طرف لوٹیں تو مکروہِ تحریمی اور اگر ایسا نہیں، جیسے اسی شئ کو قرضدار بازار میں بیچ دے تو کراہیتِ تحریمی نہیں بلکہ خلافِ اَولیٰ ہے۔ اھ

۲۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خوراک کے عوض پیارے مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔

۲۵۔ یعنی خیر کا پہلو صرف اسقدر ہو کہ میرا یہاں پر ملازمت کرنا شریروں کے شر میں کمی کا سبب ہوگا۔

۲۶۔ "الدرر النوائب" میں "کفالت" کی بحث میں ہے کہ اگرچہ ناحق ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کے ٹیکسز۔ فقہاء نے فرمایا کہ جو انصاف کے ساتھ ان ٹیکسز کی تقسیم کیلئے اُجرت کے طور پر ملازمت کرتا ہو وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔

۲۷۔ "رد المحتار" میں شہادات کے بیان میں ہے کہ ہمیں "علامہ بزدوی" سے یہ بات پہنچی کہ رعایا کی فلاح و بہبود کیلئے جانے والے سرکاری ٹیکسز کی انصاف

marfat.com

کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کرنے کیلئے ملازمت کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا اگرچہ اُس ٹیکس کی اصل ظلم ہو۔

۲۸۔ میں کہتا ہوں۔ کہ "ھدایۃ" وغیرہا میں کفالت کی بحث میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

۲۹۔ امام احمد و بخاری و ابو داؤد و ترمذی علیہم الرضوان حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس پر بدلہ عنایت فرماتے (یعنی اس کے عوض بھی کچھ عطا فرماتے)

۳۰۔ احمد و ابو یعلی "طبرانی کبیر" میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ اللہ عزوجل کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تلوار کے ساتھ لوگوں میں بھیجا گیا ہوں، یہاں تک کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے ہوئے اُسی کو پوجیں اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے الحدیث۔

۳۱۔ ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے میٹھے مصطفیٰ ﷺ سے روایت کیا کہ جہاد کو لازم کرلو، تندرست و بے نیاز ہو جاؤ گے۔

۳۲۔ "علامہ شیرازی" رحمۃ اللہ "الالقاب" میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ پیارے آقا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان کی سب سے اچھی کمائی اس کا راہ خدا عزوجل میں مال غنیمت پاتا ہے۔

۳۳۔ "علامہ مناوی" رحمۃ اللہ علیہ نے "التیسیر" میں فرمایا کہ یہ اسلئے (یعنی جو فضیلت گذشتہ حدیث پاک میں گذری) کہ جو اللہ عزوجل کے دین کی فتح و نصرت پر حرص کی بناء پر حاصل ہوا اس سے بڑھ کر کوئی شئ پاکیزہ نہیں، چنانچہ یہ بیع وشراء اور اس کے علاوہ و کچھ گذرا اس سے افضل واعلیٰ ہے اسلئے کہ یہ

marfat.com

پیارے مصطفیٰ ﷺ کا کسب اور پیشہ ہے۔

۳۴۔ "رد المحتار" میں "شکار" کے بیان میں کسب کی انواع و اقسام کی فضیلت کے سلسلے میں "الملتقی" اور "مواہب الرحمٰن" سے منقول کہ سب سے افضل کسب جہاد ہے، پھر تجارت، پھر کاشتکاری اور پھر صنعت کاری ہے۔

۳۵۔ "در مختار" میں عہدۂ قضا یعنی جج کے عہدے کو اختیار کرنا اس شخص کے لئے مکروہِ تحریمی لکھا ہے جسے یہ خوف ہو کہ مجھ سے ظلم ہو جائیگا اور اگر اسے جبراً یہ عہدہ دیا جائے یا اسے ظلم کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں (فتح القدیر) پھر اگر کسی شخص کا انحصار ہو جائے (یعنی اس کے ماسوا میں عہدۂ قضا کے صلاحیت نہیں) تو اس کو اس عہدے کا اختیار کرنا فرضِ عین ہے، بصورت دیگر فرضِ کفایہ (البحر الرائق) عامۃ العلماء کے نزدیک عہدۂ قضا کو اختیار کرنا جائز اور اسے ترک کرنا عزیمت ہے۔ (بزازیہ) اور اَولیٰ یہ ہے کہ منع کرے اور جو اس عہدہ کا اہل نہ ہو اس کے لئے اس میں پڑنا حرامِ قطعی ہے۔

۳۶۔ اتنا کھالینا جس سے زندگی قائم رہے۔

۳۷۔ "در مختار" میں ہے کہ اتنا کھالینا فرض ہے جو ہلاکت کو دور کرے اور جس کے سبب کھڑے ہو کر نماز ممکن ہو سکے اور روزہ بھی۔

۳۸۔ یعنی اہل و عیال کا کھانا، پینا اوڑھنا وغیرہا۔

۳۹۔ "خزانۃ المتین" میں ہے کہ اِسقدر کسب فرض ہے جو اسے، اس کے عیال، اس کے قرض کی ادائیگی اور اس کے نفقہ کیلئے کافی ہو جائے جس کا نفقہ اس شخص پر واجب ہے۔

۴۰۔ یعنی ایک مرتبہ حج فرض ہوا لیکن یہ حج کو نہ گیا پھر بعد میں مال ہلاک ہو گیا تو اس پر حج فرض ہے اگرچہ قرض لے کر جانا پڑے۔

۴۱۔ اس لئے کہ ذمہ تو مشغول ہو گیا اور اس ذمہ کو فرض سے بری الذمہ کرنا بھی

marfat.com

فرض ہے اسلئے کہ جس شئ پر فرض موقوف ہو وہ شئ بھی فرض ہوتی ہے۔

۴۲۔ "تنویر الابصار" میں ہے کہ جس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو اُس کا کفن اس شخص پر واجب ہے جس پر میت کا نفقہ واجب ہے اور زوجہ کے معاملے میں فقہاء کا اختلاف ہے البتہ فتویٰ اِسی پر ہے کہ زوجہ کا کفن اس کے زوج پر واجب ہے یعنی شوہر پر، اگرچہ زوجہ نے ترکہ چھوڑا ہو الخ۔

۴۳۔ "رد المحتار" میں ہے کہ زوجہ کی تکفین و تجہیز اس کے زوج پر واجب ہے یعنی کفنِ سنت اور کفنِ کفایت نیز حنوط (ایک قسم کی مرکب خوشبو جو مردوں کے جسم اور کفن پر لگائی جاتی ہے) اور غسل اور میت اٹھانے اور اس کی تدفین کی اجرت۔

۴۴۔ اور یہ ایک مرتبہ جماع کے بعد اُن واجبات سے ہے جو دیانۃً واجب ہیں اگرچہ قضاءً مجبور نہیں کیا جائے گا اور یہ مسئلہ ہم نے اپنے فتاویٰ یعنی "فتاویٰ رضویہ" کے "باب الطلاق" میں تفصیلاً ذکر کر دیا ہے۔

۴۵۔ وہ خاص قربانی جو عید الاضحیٰ میں کی جاتی ہے۔

۴۶۔ مساجد کو کشادہ کرنا۔

۴۷۔ مسکینوں کی مدد کرنا۔

۴۸۔ اسی طرح کی دیگر مالی سنتیں۔

۴۹۔ کنگھی۔

۵۰۔ پانی کے ذرائع مثلاً کنویں کھدوانا نیز حوض وغیرہا تعمیر کروانا۔

۵۱۔ "ردالمحتار" میں "تبیین المحارم" سے منقول کہ وہ بعض علماء سے مراتب طعام سے متعلق نقل کرتے ہیں کہ وہ کھانا مستحب ہے جو تحصیل نوافل اور علم سیکھنے، سکھانے میں مددگار ثابت ہو۔

۵۲۔ "درمختار" میں "وھبانیہ" سے منقول کہ زوجہ کیلئے زیادہ کھانے کے ذریعے فربہ ہونا جائز ہے مگر پیٹ بھرنے کے بعد نہیں۔

marfat.com

۵۳۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علامہ طرسوسی علیہ الرحمہ نے زوجہ کے معاملے میں فرمایا کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زوجہ کیلئے اتنا کھانا مستحب ہو اور اس معاملے میں اسے ثواب بھی ملے۔

۵۴۔ ''شارح علیہ الرحمہ'' نے فرمایا کہ اس کے مستحب ہونے کے بجائے اِس پر مباح ہونے کا اطلاق مجھے تعجب میں نہیں ڈالتا' کیونکہ شاید یہ اس بات پر محمول ہو کہ شوہر' زوجہ کے فربہ ہونے کو پسند کرتا ہے ورنہ مناسب یہ ہے کہ زیادہ کھانے پر وہ گنہگار ہو۔

۵۵۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ''الدُرَر والغُرَر'' میں کلام ہے۔ بلاشبہ کھانے کی اس مقدار کا حلال ہونا ان کے نزدیک مشہور ہے اور فربہ ہونے کی نیت سے زیادہ کھانے کی انتہاء مکروہِ تنزیہی ہے' ہاں ثواب کا نہ ہونا تو ظاہر ہے۔ پھر یہ سارے کا سارا کلام تو فربہ ہونے کی نیت سے کھانے کے سلسلے میں ہے اور زیادہ جو ہم نے ذکر کیا تو وہ بالکل واضح اور بے غبار ہے۔

۵۶۔ مذکورہ بالا عبارت کے بعد خزانۃ المفتین میں ہے کہ مباح زیادتی ہے زیادت و زینت کیلئے۔

۵۷۔ بلاشبہ مباح نیت کے تابع ہوتا ہے جیسا کہ ''البحر الرائق'' اور ''در مختار'' وغیرہما میں مذکور اور یہ مباح کے فی نفسہٖ ہر حکم سے خالی ہونے کی بناء پر ہے چنانچہ وہ مستحب و مکروہ وغیرہما میں سے کسی چیز کے مزاحم نہیں ہوتا جو کہ اس پر طاری ہوتی ہے۔ جیسے نیکی یا بدی کی نیت یا ان دونوں کی طرف لے جانا جیسا کہ مخفی نہیں۔

۵۸۔ یعنی لذت حاصل کرنے کیلئے طرح طرح کے پھل کھانا۔

۵۹۔ ''در مختار'' میں ہے کہ انواع واقسام کے پھلوں سے تلذذ میں کچھ حرج نہیں' البتہ ایسا نہ کرنا افضل ہے۔

marfat.com

۶۰۔ یعنی حلال اشیاء کے ذریعے عیش و آرام میں خوب مصروف رہنا۔

۶۱۔ بلاشبہ ایسا کرنے والے پر ملامت ہے' اگرچہ وہ سزا کا مستحق نا ہی سہی اور اس بارے میں کثیر احادیث مشہورہ وارد ہیں طوالت کے خوف کے سبب اس مقام پر ان کو ذکر نہیں کیا جاتا۔

۶۲۔ میں کہتا ہوں۔ مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ جس کی طرف ہم مائل ہوئے وہ اس سے اُولیٰ ہے جو "رد المحتار" میں "شرح الملتقیٰ" سے لباس کی اقسام سے متعلق منقول کہ عیدوں' جمعوں اور لوگوں کی محافل میں زینت کیلئے اچھا لباس پہننا جائز ہے نہ کہ تمام اوقات میں پہننا اس لئے کہ ایسا کرنا ناپسندیدہ اور تکبر ہے اور کبھی کبھی غریبوں کو غصے پر برانگیختہ کرتا ہے چنانچہ اس سے بچنا اولیٰ ہے اور تکبر کیلئے لباس پہننا مکروہ ہے۔ اھ

۶۳۔ جیسا کہ جمعوں' عیدوں اور لوگوں کی محافل میں آراستہ ہونے کو جو صرف جائز کہا گیا یہ اُسوقت ہے جبکہ صرف زینت یعنی فیشن کی نیت سے ہو اور جب نیت اتباعِ رسول ﷺ کی ہو تو اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ ایسے ہی تکبر کی صورت میں کراہت کو حرمت پر محمول کیا جائے گا بلاشبہ تکبر بہت بڑا حرامِ قطعی ہے۔

۶۴۔ یعنی کثرتِ فخر میں ایکدوسرے پر غلبہ پانے کیلئے۔

۶۵۔ "خزانۃ المتین" میں گذشتہ عبارت کے بعد مذکور ہے کہ تفاخُرو تکاثُر کی نیت سے جمعِ اموال مکروہ ہے' اگرچہ مال حلال ہی کیوں نہ ہو۔

۶۶۔ "خانیہ" میں ہے کہ سیر ہوجانے کے بعد کھانا مکروہ ہے۔

۶۷۔ میں کہتا ہوں۔ اس طور پر محمول کرنے سے جس پر "خانیہ" میں محمول کیا گیا' اسکے اور "درمختار" میں جو نص تحریم وارد ہوئی اس کے مابین تعارض رفع ہوگیا۔

۶۸۔ "تنویر الابصار" میں ہے کہ قوت کے ارادے سے سیر ہوکر کھانا جائز ہے اور

marfat.com

جو اس سے زائد ہو وہ حرام ہے۔ لیکن اگر آئندہ آنے والے دن کے روزے کی قوت کیلئے ہو یا پھر اس لئے کہ مہمان شرما کر ہاتھ نہ روک لے' اس صورت میں حرام نہیں۔ اھ

۶۹۔ میں کہتا ہوں۔ گذشتہ سطور میں جو استثناء گذرا' جب ہمارے بیان کردہ حکم پر محمول کیا جائے تو یہ قطعی طور پر درست ہے اور ان کا قول "حرام" یہ مکروہ کو شامل ہے چنانچہ ان کا قول "حرام" ہمارے قول مکروہ کے منافی نہیں۔ پس آپ سمجھ لیجئے۔

۷۰۔ رسوائی۔

۷۱۔ "ردالمحتار" میں "الدر المنتقی" سے منقول کہ دو شہرتوں سے منع فرمایا گیا۔ ایک "نفاست" کی انتہاء دوسرے "گھٹیا پن" کی انتہاء اھ

۷۲۔ میں کہتا ہوں۔ مذکورہ حکم ان دو شہرتوں کیلئے خاص نہیں' بلکہ اگر ان دونوں شہرتوں کے درمیان ہو مگر ایسی عجیب و غریب حالت ہو جو شہرت اور نگاہیں اٹھنے کا سبب ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور وہ قطعی طور پر لباسِ شہرت ہے۔

۔ "درِمختار" میں ہے کہ شکم سیری سے زیادہ اتنا کھانا "حرام" ہے جس سے متعلق غالب گمان ہو کہ یہ معدے کو بگاڑ دیگا۔ ایسا ہی حکم "قہستانی" کے "باب الشرب" میں بھی ہے۔

۷۴۔ وہ نو احکام جو اِس رسالہ کے اوائل میں ذکر کئے گئے یعنی فرض' واجب' سنت' مستحب' مباح' مکروہ تنزیہی' اِساءَت' اور حرام۔

۷۵۔ لازم۔

۷۶۔ ممانعت۔

۷۷۔ اس سب سے جو گذرا کہ مباح سادہ اور عاری ہوتا ہے' ہر چادر اور رنگ میں سما جاتا ہے اور ایک جانب سے ضعیف ہوتا ہے کہ وہ قوی میں داخل ہو جاتا

marfat.com

ہے۔

۷۸۔ اسلئے کہ منہیات یعنی ممانعتوں میں شریعت کی پیروی مامورات میں پیروی سے شدید تر ہے۔ اِسی لئے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی طاقت بھر اس پر عمل کرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے دور رہو۔

۷۹۔ "الکشف" میں ایک حدیث پاک روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا اس کے ایک ذرے کو بھی چھوڑ دینا تمام جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔

۸۰۔ اس کو "الاشباہ والنظائر" میں بھی ذکر فرمایا ہے نیز اس بارے میں ہماری نفیس تحقیقات ہیں، جن میں سے بہت سی ہم نے اپنی تعلیق "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام" پر تحریر کردی ہیں، جو کہ خاتم المحققین الاماجد سیدنا والد ماجد علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔

۸۱۔ سور، خنزیر۔

۸۲۔ اتنا کھالینا جس سے زندگی قائم رہ سکے۔

۸۳۔ ایسی حالت جس میں بھوک و پیاس کے سبب ہلاکت کا خوف ہو۔

۸۴۔ "درِمختار" میں ہے کہ حالت مخمصہ میں بھوک مٹانے کیلئے کھانا اور پیاس بجھانے کیلئے پینا فرض ہے اگرچہ حرام یا مردار یا غیر کا مال ہو اگرچہ غیر کا مال ہونے کی صورت میں ضامن ہوگا، اس پر بحکم حدیث ثواب پائے گا۔ مگر اتنی ہی مقدار میں کھائے جس سے انسان اپنے سے ہلاکت کو دور کرلے۔ اھ

۸۵۔ "شامیہ" میں "وجیز کردری" سے منقول کہ اگر کوئی شخص حالتِ مخمصہ میں مبتلاء سے کہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو تو یہ کھانا حلال نہیں اس لئے کہ انسانی گوشت تکریم انسانی کے سبب حالت اضطرار میں بھی حلال نہیں۔

marfat.com

۸۶۔ مانگنا۔

۸۷۔ تائید و حوصلہ افزائی کرنے والا۔

۸۸۔ خوراک۔

۸۹۔ یعنی جائز ہے۔

۹۰۔ یعنی قرضدار ہے۔

۹۱۔ ''درِمختار'' میں ہے کہ اس کیلئے کھانے کی کوئی بھی شئ مانگنا حلال نہیں جس کے پاس ایک دن کا بھی کھانا موجود ہو' چاہے بالفعل موجود ہو یا بالقوۃ۔ مثلاً صحیح سالم کسب پر قدرت رکھنے والا ایسے کو دینے والا اگر اسکے حال سے واقف ہو تو گنہگار ہوگا۔ اگر لباس کیلئے سوال کیا یا جہاد یا طلبِ علمِ دین میں مشغولیت کے سبب کمانے سے عاجز اور محتاج بھی ہو تو سوال کرنا جائز ہے۔ اھ

۹۲۔ درمختار ہی میں ہے کہ ہر ایسے ذی رحم محرم کے نفقات بھی واجب ہیں جو کم سن ہو یا مؤنث اگرچہ بالغہ صحیحہ ہو' یا مذکر بالغ ہو مگر اعضاء کی معذوری کے سبب کمانے سے عاجز ہو مثلاً نابینا اور فالج زدہ اور ''الملتقی'' و ''درالمختار'' میں اتنا زیادہ فرمایا کہ یا پھر وہ ذی رحم محرم مذکر بالغ ہو مگر اپنی نادانی و بیوقوفی کے سبب کمانے کا شعور نہ رکھتا ہو' یا پھر وہ گھر میں بیٹھ رہنے والا ہو۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس کی وضاحت میں فرمایا کہ وہ اہلِ شرف سے ہو یعنی گھر میں بیٹھ رہنے کا سبب اس کی دینی شرافت ہو کہ لوگ اسے اس کے اکرام کے سبب کام نہیں کرنے دیتے۔

۹۳۔ اور اللہ عزوجل ہی پاک و بلند' سب سے زیادہ علم والا ہے۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور ﷺ سے تعلق غلامی مستحکم بنانے کیلئے

سبزواری پبلشرز

کی ایمان افروز کتب کا مطالعہ فرمائیں

مجموعہ اوراد و وظائف
مترجم: اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی
قیمت 40.00 روپے

ایمان کامل کیسے ہو؟
مولف: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی
حواشی: امام احمد رضا خان محدث بریلوی
قیمت 80.00 روپے

اکابر دیوبند کے کرتوت
صاحبزادہ مولانا عبدالحق قادری مدظلہ
قیمت 25.00 روپے

شرح الصدور
مولف: علامہ جلال الدین سیوطی
مترجم: علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری
قیمت 125.00 روپے

تذکرہ بخاری شاہ
مرتب: حضرت مولانا عبدالکریم قادری صاحب
قیمت 25.00 روپے

مقام رسول ﷺ
مولف حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی مدظلہ
(احمد پور شرقیہ پنجاب)
قیمت 250.00 روپے

ختم قادریہ کبیر کارڈ
مترجم: علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب
(لاہور)
قیمت 9.00 روپے

مطالعہ کی اہمیت
مولف: علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب
(بہاولپور)
قیمت 11.00 روپے

کمانے اور سوال کرنے کے احکام
اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی
قیمت 12.00 روپے

مذہبی کتابوں کی چھپائی کا مرکز مسودہ دیں اور کتاب حاصل کریں۔ آج ہی رابطہ فرمائیں

سبزواری پبلشرز

جامع مسجد حیدری درگاہ سید محمد شاہ و لما سبزواری کنڈی والا بخاری علیہ الرحمۃ کھارادر کراچی ۔ فون : 200712